حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ

قاضی مظہر چکوالی اور سبائی ٹولہ (قسط اوّل)

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمینوں اور آسمانوں کی رحمت اور بنی نوع انسان کی ھدایت کے لئے دنیا میں بھیجا اسی لئے دین کے متعلق نبی علیہ السلام جو کچھ فرمائیں وہ حکم خداوندی ہے اور بنی نوع انسانی میں صرف آپ ہی واحد نبی معصوم بلکہ خاتم المعصومین ھیں، صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

اور آپ کے بعد حضرات خلفائے راشدین بھی معصوم نہیں (ابن کثیر، ص ۲۳۱)

۲۔ حضرت امام مالک کا فرمان ہے۔ كُلُّ اَحَدٍ يُتْرَكُ قَوْلُهٗ وَيُؤْخَذُ اِلَّا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دلیلِ صحیح کے ساتھ ہر شخص کی بات کو رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور قبول بھی کیا جا سکتا ہے، صرف نبی علیہ السلام کے فرمان عالی شان کو ہر حال میں قبول ہی کرنا ہوگا۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہرگز ہرگز رد نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ اسماءِ رجال کی کتابوں میں ہمیں ایک بنیادی اصول یہ بھی ملتا ہے کہ:

اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ۔

دین کی بنیاد سندوں کی صحت پر موقوف ہے۔ اور اگر سندوں کی صحت کا لحاظ نہ رکھا جائے تو دین کے متعلق ہر شخص اپنے خیال کے مطابق جو کچھ چاہے کہتا پھرے۔

۴۔ اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے سے بڑا انسان بھی غلطی کر سکتا ہے۔ اور اسکی غلطی کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ خطبۂ جمعہ میں مہر کو کم کرنے کا مشورہ دیا تو عورتوں کی صف میں سے ایک عورت کھڑی ہو گئی اور

اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو ڈھیروں مال (قنطار) کے حساب سے مہر دینے کی اجازت دیتا ہے تم کون ہوتے ہو مہر کو کم کرنیوالے۔ اُس پر حضرت عمرؓ نے دوبارہ خطبہ دیا اور اُس میں اس عورت کی رائے کی تصدیق کی اپنی رائے واپس لی۔ تفسیر ابن کثیر زیر آیت قنطار صفحہ ۴۶۷ طبع مصر)

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے کچھ زندیقوں کو آگ میں جلا دیا تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ آگ کا عذاب دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ میں ہوتا تو ان کو آگ میں نہ جلاتا بلکہ قتل کر دیتا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جو مرتد ہو جائے اُس کو قتل کر ڈالو۔ مَنْ بَدَّلَ دِینَه فَاقْتُلُوْهُ۔

(بخاری کتاب استتابۃ المرتدین جلد دوم)

حضرت علیؓ نے اپنی زرہ ایک عیسائی کے پاس دیکھی تو اُس پر جھگڑا ہو گیا۔ مقدمہ قاضی شریح کی عدالت میں گیا۔ قاضی شریح نے حضرت علیؓ سے گواہ مانگے۔ حضرت علی نے اپنے غلام قنبر اور اپنے بیٹے حسنؓ کو پیش کیا۔ قاضی شریح نے حضرت حسنؓ کی شہادت رد کر دی اور فرمایا شرعاً بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں قبول نہیں۔ اور فیصلہ عیسائی کے حق میں کر دیا۔ حالانکہ قاضی شریح حضرت علی کے ہی مقرر کردہ قاضی تھے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۵ طبع دہلی سن بارہ سو بانوے ۱۲۹۲ھ نیز تاریخ ابن کثیر صفحہ ۴/۸) اور حضرت امام ربانی المجدد المنوّر الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ مکتوب نمبر ۳۶ دفتر دوم صفحہ ۸۵، ۸۶ طبع امرتسر میں فرماتے ھیں:

"معلوم رہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام اختلافی اُمور میں حضرت علی ہی (لازماً) حق پر ہوں۔ اور ان کے مخالف خطا پر اگرچہ ان مشاجرات میں حق حضرت علی کی ہی طرف تھا یعنی خلیفہ راشد صرف آپ ہی تھے۔ کیونکہ صدرِ اول کے علماء نے بہت سے اختلافی معاملات میں حضرت علی کا خلاف کیا ہے۔ (مثلاً) حضرت علی کا خیال تھا۔ کہ بیٹا باپ کے حق میں شہادت دے سکتا ہے۔

(چنانچہ زرہ کے جھگڑے میں) حضرت علی نے اپنے حق میں حضرت حسنؓ کی شہادت پیش کی۔ مگر قاضی شریح نے حضرت حسن کی شہادت یہ کہہ کر رد کر دی کہ بیٹا باپ کے حق میں شہادت نہیں دے سکتا۔ (اور بعد کے) مجتہدین نے قاضی شریح کے فیصلہ کے مطابق عمل کرنا شروع کر دیا۔ اور بہت سے دوسرے مسائل میں بھی حضرت علی کی رائے کے خلاف اقوال کو اختیار فرمایا۔ اُس اصول کے مطابق اگر کوئی بڑے سے بڑا بزرگوار بھی کہے کہ دو اور دو پانچ ہوتے ھیں تو وہ پانچ نہیں ہوتے چار ہی ہوں گے۔ اور ان بزرگوار کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ ان کو سہو ہو گیا ہے۔ یا بے خیالی میں یہ غلط بات ارشاد فرما دی ہے۔

اپنا تعارف : فقیر محمد شمس الدین بن مولانا محمد فیروز دین صاحب بن مولانا محمد عمر دین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے تحصیل ہری پور ہزارہ کے ایک بہت بڑے علمی گھرانے میں آنکھیں کھولیں، ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی پھر ابتدائی کتابیں اپنے بڑے بھائی قاضی محمد صدر دین صاحب علیہ الرحمۃ۔ بانی خانقاہ نقشبندیہ ہری پور ہزارہ سے حاصل کی اور سکول پانچویں تک پڑھا پھر موضع بھوئی گاڑ میں مولانا عبدالحی صاحب سے ابتدائی کتابیں پڑھیں ——— پھر کچھ عرصہ موضع واں بھچراں مسجد ملک مظفر خان میں مولانا غلام یٰسین صاحب سے بھی پڑھا پھر موضع آہنی ضلع گجرات میں مولانا غلام رسول صاحب سے متوسطات پڑھیں، موقوف علیہ کی کتابیں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھیں اور دورہ حدیث ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ امینیہ دھلی سے پڑھا۔ اللہ کے فضل سے علمی استعداد مناسب تھی دارالعلوم دیوبند میں داخلہ آسانی سے مل سکتا تھا۔ مگر برادر اعظم علیہ الرحمۃ حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت سے بہت متاثر تھے۔ پھر ہمارا خاندانی علمی مشغلہ بھی فقہ حنفی کے مطابق فصل خصومات ہی تھا اس لئے برادر موصوف نے فقیر کو دھلی بھیج دیا۔ واپس آکر عرصہ تک سرکاری عدالتوں سے آتے ہوئے مقدمات اور عام مسلمانوں کے تنازعات کے حل میں وقت گزرتا رہا ——— ہمارے بزرگ عہد مغلیہ سے اپنے علاقہ کے قاضی تھے پھر انگریزوں کے زمانہ انگریز کی عدالتوں سے فریقین رضامندی سے مقدمات ہمارے ھاں بھیج دیئے جاتے تھے۔ اس تعلیمی زندگی میں فتنۂ سبائیت اور فتنۂ مرزائیت سے نفرت پیدا ہوگئی۔ دونوں فرقوں کی اصل کتابیں اور ان کی تردید کی کتابوں کا خاصا ذخیرہ جمع ہوگیا

پہلی بیعت حضور گولڑوی علیہ الرحمۃ سے کی اور حضور گولڑوی کے وصال کے بعد دوسری بیعت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں سے کی اور الحمدللہ سب سے پہلے خلیفہ ہونے کا شرف بھی فقیر کو حاصل ہوا ———

سیاسی سرگرمیاں : ہمارے بزرگوں کا مجاہدین یاغستان سے رابطہ تھا۔ فقیر کے بڑے ماموں صاحب مولانا محمد بہاؤ الحق صاحب فاضل مدرسہ عبدالرب دہلی کو مجاہدین کی امداد کرنے کے جرم میں پانچ سال قید سخت بامشقت کی سزا ہوئی۔ اور بطور تعذیب پنجاب کی گرم ترین جیل ملتان میں رکھا گیا، جہاں روٹی میں تیز نمک ملا دیا جاتا تھا جسے نہ تو کوئی انسان کھا سکتا تھا

اور نہ ہی کوئی حیوان اس لیئے تین ماہ کے اندر ہی اندر حضرت ماموں صاحب نمک کی طرح پگھل کر جیل میں ہی شہید ہو گئے۔ ملتان کے مشہور تاجر کتب مولانا خدا یار ملتانی کے والد صاحب کے ساتھ مراسم تھے ان کی حُسن توجہ سے ماموں صاحب شہید علیہ الرحمتہ کی میت مبارک حرم دروازہ ملتان کے باہر حضرت شاہ علی مردان رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کے احاطہ میں دفن کی گئی۔

بچپن میں والدہ صاحبہ مرحومہ جن کو انگریزوں سے سخت نفرت تھی حضرت ماموں صاحب شہید پر انگریزوں کے مظالم کی کہانیاں سناتی رہتی تھیں جو پتھر پر لکیر کی طرح ذہن پر نقش ہو جاتیں اس لیئے فقیر کو سابئیوں اور مرزائیوں کے ساتھ ساتھ فرنگیوں سے بھی اسی طرح کی طبعی نفرت پیدا ہو گئی جس طرح چکوالی صاحب کو "یزید" سے طبعی عداوت اور ذاتی نفرت ہے۔

تحریک خلافت کے بعد صوبہ سرحد کے نامور مجاھد جلیل جناب فخر افغاں خاں عبدالغفار خان صاحب مرحوم جو حضرت شیخ الھند رح کے مُرید اور آپ کی جماعت کے اہم رکن تھے (نقش حیات صـ۱۹۹/۲) ۱۹۲۷ء میں اپنے سرخپوش رضا کاروں کے ساتھ ہری پور آئے اسکول کے میدان میں بڑا بھاری جلسہ عام ہوا حاضری مثالی تھی فقیر بھی کسی نہ کسی طرح جلسہ میں پہنچ گیا اور پہلی بار سرخپوش خدائی خدمتگار دیکھے جو انقلاب زندہ باد —— برطانیہ برباد —— اور ٹوڈی بچہ ہائے ہائے —— کے نعرے لگا رہے تھے اس دن سے ذہنی وابستگی خدائی خدمتگار تحریک سے ہو گئی۔ پھر بزمانہ تعلیم ۱۹۲۸ء میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری سہارنپور گئے۔ اور کمپنی باغ سہارنپور میں بڑی پرجوش تقریر کی۔ حاضری بھی مثالی تھی اس طرح زندگی میں پہلی بار حضرت امیر شریعت کی زیارت سہارنپور میں ہوئی ۱۹۳۶ء میں قیام دھلی کے زمانہ میں جمیعت علمائے ھند کو بہت قریب سے دیکھا۔ عظیم فلسطین کانفرنس دہلی میں منعقد ہوئی حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ صدر مجلس استقبالیہ تھے اور حضرت سید سلیمان ندوی صاحب صدر کانفرنس تھے۔ حضرت سید صاحب کو پہلی بار دہلی میں دیکھا۔ تقسیم کے بعد کراچی میں بھی دو ایک بار زیارت ہوئی۔ پھر وطن واپس آکر مجلس احرار اسلام کے ساتھ وابستہ ہو گیا۔ ۱۹۴۰ء میں مجلس احرار اسلام سرحد نے سید رشید علی گیلانی وزیر اعظم عراق کی حمایت میں سول نافرمانی کی تمام اکابر سرحد یکے بعد دیگر گرفتار ہوتے چلے گئے۔ جو گرفتار ہوتا اپنے اور کسی دوسرے کو ڈکٹیٹر نامزد کر دیتا چنانچہ دسویں ڈکٹیٹر مولانا عبدالقیوم پوپلزئی نے، آخری گیارہواں ڈکٹیٹر فقیر کو نامزد کیا۔ اس وقت تمام

سرحدی علماء ڈیرہ اسمٰعیل خان جیل میں محبوس تھے اُن سے مشورہ اور ملاقات کے لئے فقیر ڈیرہ اسمٰعیل خان جیل میں گیا اور پہلی بار ڈیرہ اسمٰعیل خان دیکھا ان سرگرمیوں کی وجہ سے فقیر کو ایک سال کے لئے صوبہ بدر کر دیا گیا یہ زمانہ دفتر مجلس احرار مقابل حضرت شاہ محمد غوث لاہور میں گزارا۔ قیام دفتر میں تھا۔ محبت سے اکابر اور اصاغر سے ملاقات رہتی تھی جن میں ایک نڈر اور جیدار کارکن احمد یار رزمی سے فقیر بہت متاثر ہوا - رزمی مرحوم پنجابی زبان کا اسی طرح نغز گو شاعر تھا جس طرح مولانا ظفر علی خان اردو کے شاعر تھے نوع بنوع اشعار سے تمثیلیں ردیف اور قافیے دست بستہ رزمی کے سامنے حاضر رہتے تھے اس زمانہ کی رزمی کی بہت سی نظمیں یاد تھیں۔ اِن دنوں پنجاب میں ایک لوک گیت (کنکاں دیاں فصلاں پکیاں نے) پورے صوبہ میں بہت مقبول ہوا تھا۔ رزمی مرحوم نے انگریز کو جلانے کے لئے اسی زمین میں ایک بھڑکتی ہوئی سیاسی نظم لکھی جس نے پنجاب بھر میں انگریز کے خلاف آگ لگا دی نتیجہ میں رزمی تو گرفتار ہو کر تین سال کے لئے جیل میں چلا گیا لیکن نظم اپنا پورا کام کر گئی لطف اندوزی کے لئے صرف ایک بند نقیبِ ختم نبوۃ کے قارئین کی نذر ہے اگر کسی کو پوری نظم یاد ہو تو لطفاً "نقیبِ ختم نبوۃ" میں چھپوا دے نہ صرف فقیر ممنون ہوگا بلکہ اور بھی زندہ دلانِ پاکستان شکر گزار ہوں گے وہ بند یہ ہے ذرا اس کی روانی اور برجستگی ملاحظہ ہو، نظم کا عنوان تھا "جرمن نے توپاں کسیاں نے"

جرمن نے توپاں کسیاں نے — چرچل دیاں فوجاں نسیاں نے
جدوں جرمن حملہ کردا اے، — تداں مینہ بمباں دا ورھداں اے
کئی بلڈنگاں ڈھے ڈھے ڈھیر ہوئیاں — وچ بلّے میماں پھسیاں نے
جرمن نے توپاں کسیاں نے — چرچل دیاں فوجاں نسیاں نے

اسی زمانہ میں حضرت امیر شریعت پر انگریز کے حکم سے سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب نے زیرِ دفعہ ۳۰۲/۱۱۴ ترغیبِ قتل کا مقدمہ چلایا تھا۔ جس کی سزا پھانسی بھی ہو سکتی تھی تو اس زمانہ میں حضرت امیر شریعت راولپنڈی جیل میں محبوس تھے چنانچہ فقیر اپنے استاد مکرم مولانا عبدالحی صاحب ساگری بھوئی گاڑ ضلع اٹک اور مولانا مولی بخش صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد راولپنڈی کے ہمراہ حضرت امیر شریعت سے راولپنڈی جیل میں تقریباً" ایک گھنٹہ ملاقات رہی اس مقدمہ کا بنیادی گواہ لدھا رام ہیڈ کانسٹیبل پولیس رپورٹر جب آخری مرحلہ پر اپنی جھوٹی شہادت سے منحرف ہو گیا اور سر سکندر اور

گورے گورنر کا گورا مُنہ کالے توے کی طرح سیاہ ہو گیا اور شاہ صاحب بعزت سرخ رو ہو کر جیل سے باہر آگئے۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ سر سکندر کا ولیعہد بیٹا کیپٹن شوکت حیات الامین بن غازی لیبیا میں جرمن فوجیوں کی قید میں آگیا تو اُن دِنوں تقریروں میں شاہ جی چمک کر فرمایا کرتے تھے کہ میرے اللہ کی کارسازی دیکھو کہ میں ایک فقیر کا بیٹا آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور شوکت حیات ایک وزیرِاعظم کا بیٹا جرمنوں کی قید میں وہاں چاٹ رہا ہے اس پر لوگ خوب نعرے لگاتے۔ دورانِ قیام دفتر میں ایک دن اُس لدھارام سے بھی دفتر میں ملاقات ہو گئی بہت شگفتہ مزاج نوجوان تھا پھر جب ہائی کورٹ لاہور میں چیف جسٹس محمد منیر کی سربراہی اور محمد رستم کیانی جج ہائی کورٹ کی رفاقت میں مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت کے کردار کے متعلق عدالت میں انکوائری شروع ہوئی تو مجلسِ عمل کے وکیل تو مولانا مرتضیٰ احمد خان صاحب میکش مقرر ہوئے اور مجلسِ احرار نے اپنی طرف سے فقیر کو وکیل مقرر کیا اس طرح فقیر کو بھی عدالت میں داخل ہونے کا پاس مل گیا اور فقیر مسلسل عدالت میں حاضر ہوتا رہا، حضرت امیرِ شریعت کے بیان والے دن بھی فقیر عدالت میں موجود تھا۔ اس سے زیادہ تفصیل لکھنا مناسب نہیں۔ اس کے بعد بفضلِ تعالیٰ آج تک علماءِ حق کی محبت اور رفاقت میں وقت گزر رہا ہے۔ اللہ استقامت بخشے —— آمین!

سلامی رفتنے

ضروری وضاحت: اس فصل کے اکثر حوالے تاریخ ابنِ کثیر طبع اوّل مصر سے نقل ہوئے ہیں اور ہر عبارت کے آخر میں حوالہ اس طرح لکھا جائے گا ا ک ۱۰۶/۷ مُراد ابن کثیر صفحہ ۱۰۶ جلد ساتویں ہو گی۔ ابن کثیر کے علاوہ جس کتاب کا جو حوالہ ہو گا اس کا نام مثلاً طبری ص ۱۰۶/۴ لکھا جائے گا مُراد تاریخ طبری طبع مصر صفحہ ۱۰۶ ج ۴ ہو گی۔

خلافت حضرت عمر فاروق اعظم میں (بقول ایرانیوں کے عرب کے شتربان بدوؤں) یعنی حضراتِ صحابہ کرام کی فوجیں جب ایران کے دارالخلافہ مدائن میں داخل ہو گئیں تو ایرانیوں نے اس ناگہانی اور لاعلاج مصیبت کے دفعیہ کے لئے مشہور شہر نہاوند میں ایک ایران گیر کانفرنس بلائی اور اس میں مقررین بولے کہ جو محمد تھا وہ اہلِ عرب کی طرف ہی متوجہ رہا اور اس کا پہلا خلیفہ ابوبکرؓ بھی اندرونِ عرب کے اُمور ہی میں اُلجھا رہا لیکن یہ جو دُوسرا خلیفہ عمرؓ ہے اس نے ہمارے شہر چھین لئے۔ ہماری عزتیں

لوٹ لیں ـــــ ہمارا دارالخلافہ تک بھی فتح کر لیا اُس کا کوئی سدِباب کرنا چاہیئے " بالآخر یہ طے پایا کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر عراق پہنچ جاؤ اور مسلمانوں کو اندرونِ ملک ہی اُلجھا دو تاکہ وہ ایران میں آگے بڑھنے کے قابل ہی نہ رہیں ۔ اکپ ۱۲۳ ۔ چنانچہ یہ مفسدین مفسد دفد بن کر اسلامی لباس میں کوفے پہنچ گئے اور گروہ کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ پر بوقت نماز سپھراؤ کیا کہ یہ نماز ٹھیک نہیں پڑھاتا ۔ اکپ ۱۲۵ ۔ جب یہ خبر مدینہ منورہ حضرت عمرؓ کو پہنچی تو آپ اِس وقت نماز پڑھانے جا رہے تھے تو آپؓ سخت غصے ہوئے اور اسی حالت میں جا کر نماز شروع کر دی مگر نماز میں آپ غصے کی وجہ سے بھول جاتے تھے اور مقتدی پیچھے سے سبحان اللہ پکارتے تھے ۔ پھر آپؓ نے سبائیوں کے لئے بددعا کی خدا اُن پر کوئی ظالم حاکم مسلط کرے چنانچہ یہی ہوا حجاج بن یوسف خدائی عذاب بن کر ان پر مسلط ہو گیا بحوالہ اکپ ۱۲۱،۱۲۲ ـــــ چنانچہ حضرت سعدؓ کی جگہ حضرت عمرؓ نے ایثار کر کے حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھیجا تو کوفیوں نے حضرت عمارؓ کو بھی یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ ان کو سیاست نہیں آتی ۔ اکپ ۱۲۵ ۔ پھر انکی جگہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بھیج دیا تو ان کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ اُن کا غلام ٹھیک نہیں ۔ اکپ ۱۲۵ ۔ کوفہ کے ان حالات کی وجہ سے حضرت عمرؓ بہت سخت پریشان ہوئے اور اسی پریشانی میں مسجد شریف میں جا کر لیٹ گئے اور آپ کی آنکھ لگ گئی ۔ اتفاقاً حضرت مغیرہؓ بن شعبہ مسجد میں آنکلے اور دیکھا کہ حضرت امیرالمومنینؓ تنہا مسجد کے فرش پہ سو رہے ہیں چنانچہ وہ آپکی حفاظت کی نیت سے وہیں موجود رہے تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ کی مبارک آنکھیں کھلیں تو حضرت مغیرہؓ نے دریافت کیا کہ یا امیرالمومنینؓ کوئی بہت بڑی پریشانی آپ پر آگئی ہے ـــــ ؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں کیا کروں ۔ اہلِ کوفہ ایک لاکھ ہیں نہ وہ کسی ایک امیر سے راضی رہ سکتے ہیں نہ کوئی ایک امیر ان کو راضی رکھ سکتا ہے ۔

پھر آپؓ نے دوسرے صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور پوچھا کہ کیا میں ان پر کوئی سخت گیر امیر مقرر کر دوں ؟ یا نرم مزاج متقی ۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ یا امیرالمومنینؓ ! سخت گیر کی سخت گیری کا فائدہ آپکو اور دوسرے مسلمانوں کو پہنچے گا ۔ کہ شہر میں امن قائم رہے گا ۔ اور سخت گیری کا اگر کوئی نقصان ہوگا تو اسکی اپنی ذات کو ہوگا ۔ اور نرم مزاج متقی کی نرمی اور تقویٰ کا فائدہ اسکی اپنی ذات کو ہوگا اور اس کی کمزوری کا نقصان آپ کو اور مسلمانوں کو پہنچے گا کہ شہر میں کوئی نظم و ضبط نہیں ہوگا ۔ آپ بھی پریشان اور عوام بھی پریشان رہیں گے ۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور ان کو ہی دوبارہ کوفہ کا گورنر بنا کر بھیج دیا حضرت مغیرہ کوفہ گئے اور سب سبائی مفسدوں کو سیدھا کر دیا۔

ایرانیوں کا دوسرا کارنامہ: مگر ایرانی بھی اپنی اسکیموں پر مسلسل عمل پیرا رہے اور ایک ایرانی غلام فیروز مجوسی نے خود حضرت عمرؓ کو ہی بحالتِ نماز شہید کر دیا (۱۲)۔ —— ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے خلاف محاذ بنالیا اور حالات اتنے بگاڑ دیے کہ خود ان کے گھر میں گھس کر ان کے اہلِ خانہ کی آنکھوں کے سامنے انکو شہید کر دیا اور گھر کا سب مال بھی لوٹ کر لے گئے اور اسی دردناک موقعہ پر حضرت علیؓ کا گھیراؤ کر لیا۔ ابنِ کثیر کے الفاظ میں (۲۲)۔

اور اکابر صحابہؓ کو ان سے ملنے سے روک دیا۔ پھر حضرت علیؓ کو ان سے ملنے سے روک دیا پھر حضرت علیؓ کو کوفہ چلنے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ آپ کوفہ پہنچ گئے پھر وہاں جنگِ جمل کرا دی۔ اس میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ شہید ہو گئے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ مدینہ طیبہ واپس آگئیں پھر ملکِ شام پر چڑھائی کا منصوبہ بنالیا۔ اور جنگِ صفین کرا دی۔ پھر تحکیم کا واقعہ پیش آگیا۔ جنگ ختم ہو گئی، عراق اور اس کے مشرقی ممالک خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے زیرِ نگیں ہو گئے اور شام اور اس کے مغربی صوبے حضرت معاویہؓ کے زیرِ نگیں ہو گئے مسلمانوں میں جنگیں ختم ہو گئیں اور اُمت نے سکون کا سانس لیا۔ لیکن سبائی تلملا کر رہ گئے یہ سبائی چپکے کب بیٹھ سکتے تھے۔ بقول علامہ صاحب بے کار نہ رہ کچھ کیا کر، اب حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ۱۷ رمضان سنہ ۴۰ھ کی نمازِ فجر کا وقت تینوں کو بیک وقت قتل کرنے کے لئے مقرر ہوا۔ اور طے شدہ پروگرام کے مطابق نمازِ فجر کے وقت تینوں بزرگوں پر بیک وقت قاتلانہ حملہ ہوا۔ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ تو بچ گئے اور امیر المومنین سیدنا حضرت علیؓ مسجدِ کوفہ میں شہید ہو گئے پھر حضرت حسنؓ خلیفہ بنے لیکن انہوں نے اُمت کی بہتری اسی میں دیکھی کہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کر کے خلافت ان کے سپرد کر دی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اس سال سنہ ۴۱ھ کا نام ہی "عام الجماعت" یعنی مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور اتفاق کا سال رکھا گیا اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے اپنے خداداد حسنِ تدبر سے ایسی کسی ہوئی حکومت کی کہ سبائی مفسدین کو پورے بیس سال کے عرصہ میں پورے عالم اسلام میں کہیں بھی سر اُٹھانے کی جرأت نہ رہی۔ سنہ ۶۰ھ میں حضرت معاویہؓ کی وفات ہو گئی اور یزید تخت نشین ہوا تو اب

سبائیوں نے پھر نئے پر پرُزے نکالے اور حضرت حسینؓ کو مدینہ طیبہ سے (کوفہ) کربلا پہنچانے میں کامیاب ہو گئے اور وہاں حضرت حسینؓ کو ظلماً خود شہید کر دیا۔ اور یہاں سے شیعہ سنی محاذ قائم کیا گیا جو آج تک قائم ہے —— ناظرین کرام! بے حد اختصار سے ریکارڈ کو مسلسل مربوط رکھنے کے لئے یہ چند صفحات لکھے گئے ہیں۔ اب ہم اپنے اصل بحث پر آتے ہیں ۶۴ھ میں یزید کی وفات ہوئی پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ۷۳ھ میں شہید ہو گئے اور کافی خلفشار کے بعد حضرت مروانؓ بن حکمؓ کی حکومت قائم ہو گئی جو ۱۳۲ھ تک بڑے دبدبے کی حکومت تھی اِسی خاندان میں حضرت مروانؓ کے پوتے حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز پیدا ہوئے جن کی مثال ان کے بعد آج تک پیدا نہیں ہو سکی۔

اموی حکومت کے دوران ایرانی سبائیوں نے بہت سے سادات اہلِ بیت کو اُکسا کر حکومت سے بھڑا دیا مگر وہ بغاوتیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ خود ایرانیوں نے بھی بہت سی شورشیں کھڑی کیں مگر ہر بار منہ کی کھانی پڑی آخر ایک ایرانی ابو مسلم خراسانی نے ایرانی مجوسیوں مزدکیوں کی ایک فوج جمع کی اور اس بار عباسیوں کو پیچھے پر چڑھا لیا اور ابوالعباس سفاح عباسی کے پرچم تلے دمشق پر حملہ کیا آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان امورِ خلافت سے غافل رہنے لگ گیا تھا۔ نتیجہ میں میدان زاب علیا میں اموی اور ایرانی فوجوں کے درمیان جنگ ہوئی میدان ایرانیوں کے ہاتھ رہا اور ۱۳۲ھ میں عشمی حکومت کا خاتمہ ہو گیا عجیب بات یہ کہ اس حکومت کا افتتاح بھی حضرت مروان بن الحکمؓ پر ہی ہوا۔ دمشق فتح کر کے ایرانیوں نے جس طرح کا بے رحمانہ قتلِ عام کیا۔ یہاں اسکی گنجائش نہیں، کچھ تفصیل مودودی صاحب نے "خلافت اور ملوکیت" ص ۱۹۰ تا ص ۱۹۲ پر لکھ دی ہے خواہشمند حضرات وہاں دیکھیں۔ مشہور ایرانی مؤلف حسین کاظم زادہ نے اپنی کتاب تجلیات روح ایرانی ص ۶۰ طبع شرکت تسبی اقبال طہران پر انتہائی مسرت سے لکھا ہے کہ میدان زاب علیا میں عشمی حکومت کا خاتمہ کر کے ایرانیوں نے عربوں سے جنگِ قادسیہ اور نہروان کا بدلہ مکمل طور پر چکا لیا۔ عباسی حکمران عام طور پر کٹھ پتلی قسم کے خلفاء تھے۔ ۱۳۲ھ میں جب حکومت کے میدان سے اصل اموی عربوں کو بے دخل کر دیا گیا اور اکثر سویلین اور فوجی عہدوں پر ایرانی مسلط ہو گئے، تو ایرانی قلمکاروں کو موقعہ ہاتھ آ گیا اور انہوں نے گھڑنتو روایات کے سہارے جس طرح اسلامی تاریخ کو مسخ کیا اسکی تفصیلات پرانی تاریخی کتابوں میں دیکھیں۔

ایک خاص منصوبہ: ایرانی سبائیوں نے اس سلسلہ میں ایک بہت ہی خاص منصوبہ بنایا۔

عبدمناف کے دو لڑکے عبشم اور ہاشم جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ دُنیا میں عبشم پہلے آیا اور ہاشم بعد میں پیدا ہوا جمہرۃ انساب العرب ص ۱۴ یہ دونوں بھائی اور ان کی اولاد جاہلیت اور اسلام میں بھی بادام کے دو قاشوں کی طرح باہم متفق اور متحد رہے اور ان کے رشتے ناطے دونوں طرف برابر ہوتے رہے نبی علیہ السلام کی دو پھوپھیاں ام حکیم بیضا اور صفیہ بنو عبشم میں شادی شدہ تھیں۔ اور حضرت معاویہؓ کی حقیقی پھوپھی ام جمیل عبشمیہ نبی علیہ السلام کے حقیقی چچا ابولہب ہاشمی کے گھر میں تھی اور حضرت معاویہؓ کی حقیقی خالہ فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ حضرت عقیل ہاشمی کے گھر میں تھیں یہ فاطمہ امام مسلم نصیر حضرت حسین اور شہید کوفہ کی والدہ تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آگے چل کر امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین عبشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد سوئم ہوئے اور امیر المومنین حضرت علی ہاشمی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد چہارم ہوئے پھر حضرت علی ہاشمی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہؓ عبشمی کے درمیان جنگیں ہوئیں اور حضرت سیدنا حسینؓ ہاشمی کو یزید بن معاویہؓ عبشمی کے عہدِ حکومت میں خود سبائیوں نے کربلا میں شہید کر دیا اور الزام قتل یزید پر لگا دیا۔ اس کے بعد عیار سبائیوں نے ایک بہت ہی دور کی کوڑی ڈھونڈ نکالی کہ عبشم اور ہاشم جب پیدا ہوئے تو ان کے بدن آپس میں جڑے ہوئے تھے ان کو تلوار سے کاٹ کر جدا کیا گیا اس لئے آگے چل کر ہاشمیوں اور عبشمیوں میں تلواریں ہی چلتی رہیں۔

پھر آگے چل کر عبشم کے ایک لڑکے اُمیہ بن عبشم کی اولاد میں اسلام کے بہت سے نامور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت عثمانؓ ذوالنورین حضرت معاویہؓ اور حضرت مروانؓ اور انکی نامور اولاد میں اکثر اموی خلفاء ہوئے اور حضرت ولید بن عقبہؓ اور عبداللہ بن عامرؓ بن کریز جیسے بے مثال فاتحین ہوئے جو اموی کہلاتے تھے۔ اس طرح تقابل اموی ہاشمی کا بنا دیا گیا تو اب سبائیوں نے ایک نیا منصوبہ یہ بنایا کہ ایک اور جعلی روایت یوں گھڑی جائے کہ ہاشم بن عبدمناف (چچا) اور اُمیہ بن عبشم بن عبدمناف (بھتیجا) کو جو دونوں چچا اور بھتیجا مختلف زمانوں میں اپنی اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے، ایک ماں کے پیٹ سے توام پیدا شدہ مشہور کیا جائے تاکہ رنگ چوکھا آئے۔ (باقی آئندہ)